رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار

جو حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی تحریک وارشاد پر حضرت اولو العزم صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد فضل عمر رض

مصلح موعود خلیفہ ثانی کی سرپرستی میں زندہ ہوا۔

الحکم

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ ؕ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک وہ قوم اپنی حالت کو تبدیل نہ کرے

بیا در بزم مستاں تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

شرح قیمت جو پیشگی لیجائیگی
عوام سے صر
خواص سے عہ
ہندوستان سے باہر سے
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے
(۱۲ آنے)

قادیان دار الاماں کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر ماہ کی ۱۴ و ۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

چہ گویم با تو گر آئی بدار قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۱۹ | مورخہ ۱۴ - جون - سنہ ۱۹۱۵ء | نمبر (۲۲)

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

لاہوری دوستوں کو ارشاد

جنوری ۱۹۱۴ء کے آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ کی طبیعت سخت ناساز تھی۔ بائیں [illegible] کا بہت زبردست حملہ ہوا۔ ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اسوقت بھی خوش قسمتی سے اپنی دانش اور مجاہدہ کا ثبوت دینے کے لئے موجود تھے یہی وہ دن تھے۔ کہ حضرت خلیفہ اول نے سیدنا محمود کی بیعت کر لینے کے لئے ہدایت کا ایک کاغذ لکھا تھا۔ اور عام طور پر مشہور ہو گیا تھا۔ کہ مولوی صاحب نے وصیت کر دی اپنی خلافت کے کامل مایوس امیدواروں کے فدائی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اس وصیت کے اثر کو زائل کرنے کی فکر میں تھے۔ اور جنوری کی علالت کے حملہ میں انہیں موقعہ ملا جب انہوں نے حضرت خلیفہ اول کے ان ارشادات کو جو لاہوری دوستوں کو خطاب کر کے فرمائے تھے۔ بطور وصیت شائع کر دیا۔ اسوقت ان ارشادات کو الحکم میں یعنے اصل واقعہ کے ساتھ شائع کر دیا تھا۔ اسوقت کس کو معلوم تھا۔ کہ یہ ارشادات ایک پیشگوئی ثابت ہوں گے۔ آج میں انہیں پھر شائع کرتا ہوں۔ تاکہ دوستوں کا ایمان بڑھے۔ لاہوری دوست اگر چاہیں۔ تو اب بھی بھولی ہوئی بات کو یاد دہانی سے سبق لے سکتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

یہ کاپی پتھر پر جم چکی تھی۔ اور کل ۲۲ کی صبح کو چھپنے کو تھی۔ کہ ۲۲ کو ایک بجے کے قریب مجھے معلوم ہوا۔ کہ حضرت سیدنا نے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے اس سوال پر کہ آپکو کوئی خواہش ہے۔ کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ میں جسوقت حضرت کے پاس پہنچا ہوں تو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مندرجہ ذیل مضمون بغرض اشاعت لکھوا رہے تھے۔ میں نے اس کی اشاعت کو مقدم سمجھکر آج اخبار کو روک کر اس مضمون کو پتھر پر سابقہ مضمون کو کاٹ کر لکھوا دیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت کے جن الفاظ کو قلمبند کیا وہ آگے آتے ہیں۔ یہاں یہ ذکر ضروری ہے۔ کہ سلسلہ کلام جیسا کہ احباب موجود تھے بتایا۔* یا ایسے طور پر شروع ہوا جس سے حضرت کی صاف گوئی اور للہیت کی بھی عجیب مثال اسوقت پیش آئی۔ ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا۔ کہ میں خواجہ صاحب اور شاہ صاحب آج جاویں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ خواجہ صاحب نے جو ایک مضمون لکھا ہے۔ میں اس کے خلاف کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اس کے خلاف میرے دل میں کئی دن سے مضامین آ رہے ہیں۔ اسوقت طاقت ہوتی۔ تو لکھوا دیتا۔ افاقہ ہونے پر کسی کو لکھوا دوں گا۔ یا سنا دونگا۔ بہرحال حضرت نے ان کلمات کو ڈاکٹر صاحب کے استفسار پر مناسب موقعہ دیکھ کر فرمایا ہے۔ امید ہے۔ کہ قوم اس پر عمل کرے گی۔ اللہ تعالے ہم سب کو توفیق دے۔ آمین۔ حضرت کی یہ نصیحت ساعات عسر میں انشاء اللہ کام آئے گی۔ اس پر مفصل پھر لکھوں گا۔ وباللہ التوفیق۔

(ایڈیٹر)

(باقی دیکھو صفحہ ۲ پر)

* جنمیں خصوصیت سے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کے علاوہ شیخ تیمور صاحب ایم۔ اے۔ مولوی صدر الدین میاں غلام حسین وغیرہ بہت سے دوست جمع تھے۔

اس ریمارک سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مدرسہ میں اسوقت کن امور کی ضرورت تہی۔ بہرحال مولوی صدرالدین صاحب کے چلے جانے کے بعد مدرسہ کی ذمہ داری کا بوجھ مولوی **محمدالدین** صاحب بی۔ اے۔ پر رکہا گیا۔ میں آج نہیں ایک عرصہ سے بلکہ ان کی طالبعلمی کے زمانہ سے مولوی محمدالدین صاحب کو جانتا ہوں۔ جن خوبیوں اور قابلیتوں کا یہ نوجوان مالک ہے۔ وہ قابل رشک ہیں۔ ایثار اور اخلاص اس میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ مجھے اس وقت ان کی خوبیوں کی تصریح نہیں کرنی۔ میں ایک جملہ میں ختم کرتا ہوں۔

مدرسہ **تعلیم الاسلام** کو جس قسم کے ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہے۔ مولوی شیر علی صاحب کے بعد اگر کوئی شخص اس کرسی پر بیٹھنے کے قابل ہے۔ تو مولوی **محمدالدین** ہے وہ مدرسہ میں آئین۔ اور ضابطہ کی روح کے ساتھ **تعلیم الاسلام** اور احمدیت کی روح پھونکنا چاہتا ہے۔ جن لوگوں نے مولوی صدرالدین کے عہد کو دیکھا ہے۔ اور مولوی شیر علی صاحب کے زمانہ کا مطالعہ کیا ہے۔ وہ اس راز کو سمجھ سکتے ہیں۔

جیسے سلسلہ میں اب وہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور کا سا نظارہ شروع ہے۔ مدرسہ میں بھی وہی حالت پیدا ہو رہی ہے۔ ہمارے مدرسہ کی غرض دماغی چالاکیاں پیدا کرنا نہیں۔ بلکہ علمی دماغ کے ساتھ بچوں کو عملی انسان بنانا مقصود ہے۔ الحمدللہ ایک حد تک غرض پورا ہونے لگی۔

مدرسہ کے اس **شاندار نتیجہ** کے لئے مولوی محمدالدین صاحب اور ان کے مددگار استاد ہر طرح سے قابل تعریف ہیں۔ جنہوں نے **ساعات عسر** میں اپنے مدرسہ کی اغراض کو مدنظر رکھ کر پوری محنت اور کوشش سے کام لیا۔ اور بالآخر وہ خدا کے حضور گر گئے۔

مولوی محمدالدین صاحب کے انتظام کے نیچے جو ترقیاں مدرسہ میں ہو رہی ہیں۔ اور تربیت اور عملی زندگی پر جو زور دیا جا رہا ہے۔ وہ نہایت ہی قابل قدر ہے۔ بہرحال خدا تعالیٰ نے منکرین خلافت کو اپنی اماتی میں شرمندہ کیا اور یہ حضرت **اولوالعزم کی کامیابیوں اور برکات** کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ جو اہل بصارت کو نظر آ سکتا ہے۔ کہ باوجودیکہ ہر طرح سے سلسلہ پر حملے کئے گئے اور مدرسہ کو بدنام کرنے کے لئے منصوبے ہوئے۔ اور اس کی راہ میں مالی مشکلات کے پہاڑ کھڑے کرنے سے بھی مضائقہ نہ کیا گیا۔ مگر آخر خدا تعالیٰ نے ان سب منصوبوں کو پاش پاش کر دیا۔ اور

حضرت اولوالعزم کی دعاؤں کے طفیل

وہ شاندار نتیجہ پیدا کیا۔ جو مدرسہ کی تاریخ میں

اس کی نظیر نہیں

اس کامیابی پر اس **نشان فضل** پر ہم اللہ تعالےٰ ہی کی حمد کرتے ہیں۔ جس نے

بدبین دشمن کو رسوا کیا۔ اور

ہمیں موقعہ دیا۔ کہ باواز بلند پڑھیں

انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی

فسبحان الذی اخزی الاعادی

ایک مبارک شادی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوسری اور آخری صاحبزادی حضرت امۃ الحفیظ صاحبہ

کا نکاح ۷۔ جون ۱۵ء کو بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں پندرہ ہزار مہر پر حضرت نواب محمد علی خان صاحب قبلہ کے صاحبزادہ خان عبداللہ خان صاحب سے ہوا۔ خطبہ نکاح کی عزت مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی کو ملی۔ الحکم کی طرف سے یہ غیر معمولی پرچہ شائع ہوا۔

غیر معمولی پرچہ اخبار الحکم مورخہ ۷ جون ۱۵ء کو بعد عصر شائع ہوا

حضرت نواب محمد علیخانصاحب اور حضرت مسیح موعود ع کے خاندان ایک رشتہ میں

مبارکباد

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

نہایت مسرت اور دلی انبساط کے ساتھ یہ خبر شائع کیجاتی ہے۔ کہ آج ۷۔ جون ۱۵ء کو بعد نماز عصر حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود ع کی دوسری اور آخری صاحبزادی حضرۃ امۃ الحفیظ کا نکاح سعادت نشان حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی پہلی بیگم صاحبہ کے بطن کے دوسرے صاحبزادے سردار عبداللہ خان صاحب سے ہو گیا والحمدللہ علی ذالک

صاحبزادی امۃ الحفیظ خدا تعالیٰ کی پاک وحی **دخت کرام** کے معزز خطاب سے یاد کیگئی ہے۔ اور قبل از وقت اسکی خبر اللہ تعالیٰ نے دی تھی اس لئے وہ ایک آیۃ اللہ ہے حضرت مسیح موعود ع کے ساتھ **صہری تعلقات** خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور برکات کا نشان ہیں۔ اور یہ سعادت ازل سے حضرت نواب محمد علیخان صاحب اور ان کے صاحبزادے عبداللہ خان کے لئے مقدر تھی۔

این سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت مسیح موعود کے ساتھ رشتہ کے رنگ میں فرزندی کے تعلقات کے حصول کی بیہودہ کوششیں بعض بد قسمتوں کے لئے ابدی محرومی کا موجب ہو گئیں مگر وہ خدا تعالیٰ کی نظر سے اس کے اپنے ہاتھ سے مسوح اور معطر کئے ہوئے بندے کی فرزندی کے قابل روحیں نہ تہیں۔ ان کے لئے آسمان پر پہلے سے لکہا گیا تہا۔ الحمدللہ وہ نوشتہ پورا ہو گیا۔ اس کے بعد اب دنیا کے آخر ہونے تک یہ سعادت کسی دوسرے کو نہیں مل سکتی اس لئے کہ مسیح موعود ع آپ کا اور اس کی پاک اولاد جو خدا کے نشانات ہیں۔ ہو چکی۔

دنیا میں بہت نیک اور اعلیٰ درجہ کی خواتین ہوں گی مگر حضرت **ام المومنین** کا درجہ حضرت مسیح موعود کے تعلق کے باعث حضرت میر ناصر نواب قبلہ کی بیٹی کے سوا اب نہیں مل سکتا۔ ایسا ہی مسیح موعود کی فرزندی کے شرف میں اب حضرت نواب محمد علی خاں اور سردار عبداللہ خان صاحب منفرد ہو چکے۔ اس لئے **اس عزت اور شرف پر میں ناظرین الحکم کی طرف سے حضرت نواب صاحب اور ان کے خاندان کو بہت بہت مبارکباد دیتا ہوں۔** کہ یہ بہت ہی بڑا انعام ان پر ہوا ہے۔ وہ جسقدر سجدات شکر بجا لائیں۔ کم ہے۔ اور حضرت **ام المومنین** اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے تمام ممبروں اور حضرت میر ناصر نواب صاحب قبلہ کے خاندان کے تمام ممبروں کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے اس رشتہ کو ہر قسم کی **برکات اور فضلوں** کا ذریعہ بنا دے۔ آخر میں حضرت **امام سیدنا فضل عمر** کے حضور مبارکباد عرض کرتے ہوئے اپنے لئے درخواست دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت ان کے لئے مقدر کی تھی۔ صاحبزادی **امۃ الحفیظ** کی آمین اور نکاح ان کے ہاتھ پر ہو۔ وللہ الحمد۔

خاکسار یعقوب علی تراب۔ احمدی

(ایڈیٹر الحکم قادیان)

کہ ایران کو پارلیمنٹ نے کیا سکھ دیا۔ اور دوسروں کو کیا فائدہ پہنچایا ہے۔ ترکوں کو پارلیمنٹ کے بعد کیا نیند آتی ہے۔ ایرانیوں نے کیا فائدہ اٹھایا۔ محمد علی شاہ کے سامنے کتنوں کو غارت کرایا۔ اور اب پچھلوں کو الٹی میٹم آتے ہیں۔ ادہر انجمن ترقی و اتحاد جو دُکھ اٹھا رہی ہے۔ اس کا اندازہ ان خبروں سے کر لو۔ جو طرابلس سے آرہی ہیں۔ تم دستوری کو کیا سمجھتے ہو۔ خدا ہی کے فضل سے اور اسی کے رسن کو مضبوط پکڑے رہنے سے کچھ بنتا ہے۔ اس لئے میں پھر کہتا ہوں۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا۔ میں تمہیں پھر یاد دلاتا ہوں۔ کہ قرآن مجید میں صاف طور پر لکھا ہے۔ کہ اللہ ہی خلیفے بنایا کرتا ہے۔ یاد رکھو آدم کو خلیفہ بنایا تو کہا۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ۔ فرشتوں نے اس پر اعتراض کرکے کیا خمیازہ اٹھایا۔ تم قرآن میں پڑھو۔ جب فرشتوں کی یہ حالت ہے۔ اور انہیں بھی سبحانک لا علم لنا کہنا پڑا تو تم مجھ پر اعتراض کرتے ہو۔ اپنا منہ دیکھ لو۔ مجھے وہ لفظ خوب یاد ہیں کہ ایران میں پارلیمنٹ ہوگئی۔ اور دستوری کا زمانہ ہے۔ انہوں نے اس قسم کے الفاظ بول کر جھوٹ بولا بے ادبی کی۔ خدا تعالیٰ کی غیرت نے انہیں دستوری کے نتیجے ایران ہی میں دکھا دیئے۔ میں پھر کہتا ہوں۔ وہ اب بھی توبہ کرلیں۔

ہمارے سکول کا شاندار نتیجہ

انٹرنس کے امتحان کا نتیجہ نکل آیا۔ ہمارے سکول کے ۲۵ طلباء میں سے خدا کے فضل و کرم سے ۱۲ پاس ہوگئے۔ جو ۴۸ فیصدی ہیں۔ پنجاب میں دیانند ہائی سکول کے نتیجے کو سب سے اعلیٰ بتایا جاتا ہے۔ کہ اس میں کامیاب ہونے والے طلباء کی اوسط ۴۲ر۱۸ فیصدی ہے۔ اوسط کے لحاظ سے مقابلہ کرنے کے بعد یہ نتیجہ پنجاب بھر میں اول نہیں کہا جاسکتا۔ بلکہ کامیاب طلباء کی اوسط فیصدی کے لحاظ سے

تعلیم الاسلام قادیان اول نمبر پر ہے

جس کے ۴۸ فیصدی طالبعلم کامیاب ہوئے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک

اس سال قادیان کے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے نتائج پر غیر احمدیوں یا غیر مسلموں کو تو کوئی خاص نظر اور توجہ نہ تھی البتہ منکرین خلافت نہایت توجہ اور شوق کے ساتھ مدرسہ کے نتیجہ کے منتظر تھے۔ اور بد قسمتی سے وہ کسی عمدہ نتیجہ کے آرزومند نہ تھے۔ بلکہ چاہتے تھے۔ کہ

نتیجہ نہایت ہی بُرا ہو

اس خیال سے اب انکار کردینا ممکن ہے۔ لیکن ایک دفعہ نہیں۔ بلکہ سینکڑوں آدمی ایسے ملیں گے۔ جنہوں نے ان لوگوں کی خیالات کو اسوقت سنا تھا۔ جبکہ ان کا بت مولوی صدر الدین مدرسہ سے الگ ہوا تھا۔

میں مولوی صدر الدین صاحب کی قابلیت کا اعتراف کرنے والوں میں سے ایک ہوں۔ کہ فن تعلیم سے خوب واقف ہیں۔ اور انتظامی قابلیت کے علاوہ اپنے صیغہ کے افسروں سے میل ملاقات کے طریقوں سے بھی ماہر تھے۔ مگر میں ان کی اس پالیسی سے ہمیشہ بیزار رہا۔ کہ وہ مدرسہ میں نمائشی رنگ اور بیرونی خوبصورتی کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ تربیت اور عملی تعلیم پر ان کے زمانہ میں کوئی زور نہیں دیا گیا۔ اور مدرسہ کی اخلاقی کامیابی اور سادگی میں کمی پیدا ہونے لگی جسکے ان کی کمزوری کا ایک سے زیادہ مرتبہ پبلک میں اظہار کیا۔ اب ان کے چلے جانے کے بعد بھی میں ان کی اس قابلیت کا معترف ہوں۔ کہ وہ ایک

عمدہ معلّم اور ناظم تھے

مگر مدرسہ تعلیم الاسلام کے اغراض و مقاصد کو ان کے عہد میں صدمہ پہنچا۔ اور سخت صدمہ پہنچا۔ میں ہمیشہ یہ ظاہر کرتا تھا۔ کہ مدرسہ تعلیم الاسلام کا کام صرف ڈگریاں دلانا نہیں۔ یا کھیلوں میں لڑکوں کو نمایاں کرنا نہیں۔ کیونکہ یہ معمولی باتیں بعض دوسرے سکولوں میں یہاں سے بہتر اور بدرجہا بہتر حاصل ہو سکتی ہیں۔ لیکن مولوی صدر الدین صاحب اپنی دُہن کے پکے تھے۔ انہوں نے ان باتوں کی پرواہ نہیں کی۔ اور دل کھول کر ظاہرداری اور نمائش کے اصولوں کی پرستش کی۔

گذشتہ سال جب مولوی صدر الدین صاحب نے تعلیم الاسلام سے علیحدگی اختیار کی۔ تو انہیں اور ان کے دوستوں کو یقین کامل تھا۔ کہ

آیندہ سکول کی حالت نہایت خراب ہوگی

بلکہ انہوں نے تو بطور ایک بدبین کے پیشگوئی کی تھی۔ کہ یہاں عیسائی آباد ہوں گے۔ (اس کے منہ میں خاک)

اور لاہوری منکرین خلافت جن کے وہ پیر مغان بنے ہوئے تھے صاف کہتے تھے۔ کہ **نتیجہ نکلے گا تو پتہ لگے گا**۔ ہم ان کی اس امانی سے ناواقف نہ تھے۔ ہمارے ہاتھ میں بجز اس کے کچھ نہ تھا۔ کہ معاملہ کو اللہ ہی کے سپرد کردیں۔ اور واقعات کا انتظار کریں۔ آخر اس انتظار کا نتیجہ نکل آیا۔ اور

اس نے بدبینوں کو شرمندہ کردیا

ہمیں اعتراف ہے۔ کہ یہ ہماری کسی محنت اور قابلیت کا نتیجہ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے فضل کا نشان ہے۔ ہم کیا کہیں۔ کہ وہ وجود جس کے بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ہونے پر فخر کیا جاتا تھا۔ اور جو معمولی تنخواہ سے زیادہ لیکر بھی عظیم الشان قربانی کرنے والا قرار دیا گیا تھا۔ اپنے عہد ہیڈ ماسٹری میں

ایسا عمدہ نتیجہ ایک بار بھی پیدا نہ کرسکا

باوجودیکہ وہ اپنی دانش اور تدبیر سے بعض وقت سال بھر تک لڑکوں سے فیس لیتے رہنے کے بعد ..... انہیں امتحان میں شریک ہونے سے روک دیتا تھا۔ جو ایک ایسا شرمناک فعل ہے۔ جس پر جسقدر ملامت کی جاوے۔ کم ہے۔ سنہ ۱۹۱۱ء کے نتیجہ انٹرنس پر ریمارک کرتے ہوئے میں نے لکھا تھا۔ کہ

"قادیان تعلیم الاسلام کے عمدہ نتائج کے لئے میں مدرسہ کے استادوں کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور یہ کہنا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ تعلیم الاسلام کے فرزندوں میں سادگی۔ خودداری اور قومی حمیت اور ایثار اور اخلاص کی روح اپنے نمونے سے پیدا کریں۔ میں اس کے ساتھ اگر یہ کہوں۔ کہ مولوی شیر علی صاحب قبلہ نے اپنے نمونے سے جو روح اپنے شاگردوں میں پیدا ہونکی تھی۔ اس کی اب بھی ضرورت ہے۔ تو یہ ہرگز بے موقع نہیں۔ مولوی شیر علی صاحب کی صحبت میں جن بچوں نے مدرسہ کا کورس پورا کیا۔ وہ جہاں بھی ہیں۔ اپنی دینداری اخلاص۔ اور سادگی کا نمونہ ہیں۔ اور مولوی غلام محمد و مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے اب تک بھی اس مدرسہ میں ہیں۔ اور اب تک بھی اس نمونے کے قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔"

خلافت راشدہ

نمبر ۳

از حضرت حکیم الامت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ

میں خلیفۃ المسیح ہوں۔ اور خدا نے مجھے بنایا ہے

دردمند دل سے نصیحت

میری کوئی خواہش اور آرزو نہ تھی۔ اور کبھی نہ تھی۔ جب خدا تعالیٰ نے مجھے یہ ردا پہنا دی ہے۔ میں ان جھگڑوں کو ناپسند کرتا ہوں۔ اور سخت ناپسند کرتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا۔ کہ تم میں ایسی باتیں پیدا ہوں۔ جو تنازعہ کا موجب ہوں۔ اس لئے میں اس خیال سے کہ

سر چشمہ شاید گرفتن بہ میل

چو پُر شد نشاید گذشتن بہ پیل

اس قسم کے نکمے جھگڑوں کو روکنا چاہتا ہوں۔ تم کو کیا معلوم ہے۔ کہ قوم میں تفرقہ کے خیال سے بھی **میرے دل پر کیا گذرتی ہے**۔ تم اس درد سے واقف نہیں۔ تم اس تکلیف کا احساس نہیں کر سکتے۔ جو مجھے ہوتی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں اور خدا ہی کے فضل سے یہ ہوگا کہ میں تمہارے اندر کسی قسم **کے تنازعہ اور تفرقہ کی بات نہ سنوں**۔ بلکہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھوں۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا عملی نمونہ ہو۔ **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا** دیکھو ایسے چھوٹے چھوٹے مسئلوں پر یقین کے ساتھ پہنچنا تم میں سے بہتوں کو نصیب نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کے آثار پڑھو۔ کم از کم موطا امام محمدؒ اور آثار امام محمدؒ ہی کو پڑھ لو صحابہ ایسے مسائل جزویہ میں اپنے ذوق کے موافق ترجیح دے لیتے تھے۔ مگر یہ مسائل ان میں اختلاف کا باعث نہ ہوتے تھے۔ میں پھر تمہیں کہتا ہوں۔ جو سنتا ہے۔ وہ سن لے۔ اور دوسروں کو پہنچا دے۔ کہ

جھگڑا مت کرو ہم مرجائینگے پھر تمہیں بہت سے جھگڑے کے ہیں!!!

تم سمجھتے ہو میں حضرت ابوبکرؓ کی طرح آسانی سے خلیفہ بن گیا ہوں۔ تم اس حقیقت کو سمجھ نہیں سکتے۔ اور نہ اس دکھ کا اندازہ کر سکتے ہو۔ اور نہ اس بوجھ کو سمجھ سکتے ہو۔ جو مجھ پر رکھا گیا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے۔ کہ میں اس بوجھ کو برداشت کر سکا۔ تم میں سے کوئی نہیں۔ جو اس کو **برداشت تو ایک طرف محسوس بھی کر سکے**۔ کیا وہ شخص جس کے ساتھ لاکھوں انسانوں کا تعلق ہو۔ آرام کی نیند سو سکتا ہے۔ اتنے بڑے کنبے کے آدمی کی جو حالت ہو سکتی ہے۔ اس کا قیاس تو کرو۔ پھر میری حالت کو دیکھو۔ اور سمجھ لو۔ کہ مجھے تمہاری بھلائی کے لئے کیا کرنا پڑتا ہے۔ حضرت صاحب توبہ کی بیعت لیتے تھے۔ میں نے ایک مرتبہ عرض کیا۔ کہ بیعت ارشاد کیوں نہیں لیتے۔ فرمایا

میں شکر کرتا ہوں کہ توبہ ہی کر لیتے ہیں

پس تم میری اس نصیحت کو یاد رکھو۔ میں تمہارے **بھلے کے لئے کہتا ہوں**۔ کہ کوئی ایسی بات نہ کرو۔ جس سے ذرا بھی **تفرقہ** کا احتمال ہو سکے۔ میری توجہ اور غور و ہمت کو اسی میں لگا رہنے دو۔ دوسری طرف متوجہ نہ ہونے دو۔ اس میں تمہارا بھلا ہوگا۔

خلیفۃ المسیح کا اعلان خلافت

میں اس مسجد میں قرآن ہاتھ میں لیکر اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ مجھے پیر بننے کی خواہش ہرگز نہیں۔ اور نہ تھی۔ اور قطعاً خواہش نہ تھی خدا تعالیٰ کے منشار کو کون جان سکتا ہے۔ اس نے جو چاہا کیا۔ تم سب کو پکڑ کر میرے ہاتھ پر جمع کر دیا۔ اور اس نے آپ نہ **تم میں سے کسی نے مجھے خلافت کا کرتہ پہنا دیا۔ میں اس کی عزت اور ادب کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں**۔ باوجودیکہ میں تمہارے مال اور تمہاری کسی بات کا بھی روادار نہیں۔ اور میرے دل میں اتنی بھی خواہش نہیں۔ کہ کوئی مجھے سلام کرتا ہے یا نہیں۔ تمہارا مال جو میرے پاس نذر کے رنگ میں آتا تھا اس سے پہلے اپریل تک میں اسے مولوی محمد علی کو دے دیا کرتا تھا۔ **مگر کسی کو غلطی میں ڈالا اور کہا کہ یہ ہمارا روپیہ ہے۔ اور ہم اس کے محافظ ہیں**۔ تب میں نے محض خدا کی رضا کے لئے اس روپیہ کو دینا بند کر دیا۔ کہ میں دیکھوں یہ کیا کر سکتے ہیں۔ ایسا کہنے والے نے **غلطی** کی۔ نہیں بے ادبی کی۔ اسے چاہئیے کہ وہ توبہ کرے۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ وہ توبہ کرلے۔ اب بھی توبہ کرلیں۔ **ایسے لوگ اگر توبہ نہ کریں گے تو ان کے لئے اچھا نہ ہوگا**۔ ایک وقت مجھ سے کسی نے جھگڑا کیا۔ **اسوقت کے بعد سے میں ایسے اموال** ان کو دیتا نہیں۔ جو مخصوص مجھے ہی دیئے جاتے ہیں۔ ہاں میں انہیں ایک مد میں رکھتا ہوں۔ اور ایسے ایسی جگہ خرچ کرتا ہوں۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہ ہو میں اپنی ذات اور اپنے متعلقین کے لئے تمہارے کسی روپیہ کا محتاج نہیں ہوں۔ اور کبھی بھی خدا تعالیٰ نے مجھے کسی کا محتاج نہیں کیا۔ وہ اپنے غیب کے خزانے سے مجھے دیتا ہے۔ اور بہت دیتا ہے اور میں اب تک خود کسب کر لیتا ہوں۔ جو خدا تعالیٰ نے مجھے دیا ہے۔ یاد رکھو میں پھر کہتا ہوں۔ کہ میں تمہارے اموال کا محتاج نہیں ہوں۔ اور نہ تم سے مانگتا ہوں۔ تم میرے پاس اگر کچھ بھیجتے ہو۔ تو اُسے اپنے فہم کے موافق خدا کی رضا کے لئے خرچ کرتا ہوں۔ پھر وہ کونسی بات ہو سکتی تھی۔ کہ **میں پیر بننے کی خواہش کرتا**۔ اب خدا تعالیٰ نے جو چاہا کیا۔ اس میں نہ تمہارا کچھ بس چلتا ہے۔ اور نہ کسی اور کا۔ اس لئے **تم ادب سیکھو**۔ کیونکہ یہی تمہارے لئے بابرکت راہ ہے۔ تم اب اس حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لو۔ یہ بھی **خدا ہی کی رسن ہے**۔ جس نے تمہارے متفرق اجزاء کو اکٹھا کر دیا ہے۔ پس اسے مضبوط پکڑے رکھو۔ تم خوب یاد رکھو کہ

معزول کرنا اب تمہارے اختیار میں نہیں ہے

تم مجھ میں عیب دیکھو آگاہ کر دو۔ مگر ادب کو ہاتھ سے نہ دو خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا اپنا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چار خلیفے بنائے ہیں۔ آدمؑ کو داؤدؑ کو ایک وہ خلیفہ ہوتا ہے۔ جو لیستخلفنھم فی الارض میں موجود ہے۔ اور تم سب کو بھی خلیفہ بنایا۔ پس مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے۔ تو خدا نے بنایا ہے۔ اور اپنے مصالحہ سے بنایا ہے۔ خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی۔ اس لئے تم میں سے کوئی **مجھے معزول کرنے کی قدرت نہیں رکھتا**۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے معزول کرنا ہوگا۔ **تو وہ مجھے موت دیدیگا**۔

(اللھم اید الاسلام والمسلمین۔ بطول حیاتہٖ ایڈیٹر) تم اس معاملہ کو خدا کے حوالہ کرو۔ تم معزول کی طاقت نہیں رکھتے۔ میں تم میں سے **کسی کا بھی شکرگذار** نہیں ہوں۔ جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے۔ کہ ہم نے خلیفہ بنایا۔ مجھے یہ لفظ بھی دکھ دیتا ہے۔ کہ جو کسی نے کہا کہ پارلیمنٹوں کا زمانہ ہے۔ **دستوری حکومت** ہے۔ ایران اور پرتگال میں بھی دستوری ہو گئی ہے۔ ٹرکی میں پارلیمنٹ ملگیا۔ میں کہتا ہوں۔ وہ بھی توبہ کرلے۔ جو اس سلسلہ کو پارلیمنٹ اور دستوری سمجھتا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ایک تبلیغی خط ایک فرمانروائے ریاست کے نام

کچھ عرصہ ہُوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ایک ریاست کے فرماں روائے کی طرف ایک تبلیغی خط لکھا تھا۔ اس کے پہنچنے پر فرماں روائے مذکور نے دریافت فرمایا۔ حضرت مرزا صاحب کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے؟ آیا وہ نبی تھے یا نہیں۔ اس سوال کا جو جواب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے لکھا ہے۔ وہ ناظرین کے فائدہ کیلئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

مکرمی و معظمی خان صاحب!

السلام علیکم ....

.... کی خدمت میں مَیں نے جو خط لکھا تھا۔ اس کے متعلق ایک اہم امر کے دریافت کرنے کے لئے جناب کا خط ملا۔ چونکہ ان دنوں قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کا پہلا پارہ بغرض طبع جانیوالا تھا۔ اور میری اس کام کیطرف توجہ ضروری تھی۔ میں آپکے خط کا جواب جلدی نہیں دے سکا۔ اور آج اس سے کسی قدر فراغت ہونے پر آپ کے خط کا جواب لکھنے بیٹھا ہوں۔ آپنے دریافت فرمایا ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق کیا عقیدہ رکھتا ہوں۔ آیا ان کو نبی سمجھتا ہوں۔ یا نبی نہیں سمجھتا۔ مجھے جناب کے خط میں اس سوال کو دیکھ کر نہایت خوشی ہوئی۔ کیونکہ میں نے سمجھا۔ کہ میرے خط کو لاپروائی اور بے توجہی کی نظر سے نہیں دیکھا گیا۔ بلکہ اسے غور و فکر سے مطالعہ کیا گیا ہے۔ اور میرا دل اس یقین سے بھر گیا کہ اللہ تعالیٰ اس خط و کتابت کے ذریعہ ان لوگوں کے لئے جنہیں وہ اپنی ہدایت کے قبول کرنے کا اہل خیال فرمائے ضرور نیک نتائج پیدا کریگا۔ ہدایت دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اور وہی بہتر جانتا ہے۔ کہ کون ہدایت پانے کے قابل ہے۔ ہمارا کام تو صرف حق پہنچانا ہے۔ ہاں جب کوئی شخص پیغام حق پر غور کرتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ اس کے سامنے پیش کرے۔ تو اس منادی کی دل میں محبت کی ایک لہر پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ اس توجہ کرنے والے کے لئے دعا کرتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک رنگ میں اس کا ممد و معاون بن جاتا ہے۔ چنانچہ جب مجھے جناب کا خط ملا۔ تو میرے دل سے بے اختیار ...... کے لئے دعا نکلی۔ کیونکہ وہ جو حق کے معلوم کرنے کی طرف توجہ کرتا ہے۔ اور بہت سے لوگوں کو خواب غفلت سے جگانے کا باعث ہو جاتا ہے۔ اور اسے دیکھ کر بہت سے دوسرے لوگ بھی پکارنے والے کی پکار پر کان دھرنے لگ جاتے ہیں۔ اور اس کی بات کو سننے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور یہی وہ پہلی سیڑھی ہے۔ جو انسان کو ہدایت قبول کرنے کے قریب کر دیتی ہے۔ کیونکہ وہ جو سنتے نہیں۔ مان بھی نہیں سکتے۔ اور جو سنتے ہیں۔ ان کا یہ نیک عمل خدائے تعالیٰ کے فضلوں کا جاذب ہو کر آخر انہیں ہدایت کا وارث بنا دیتا ہے۔

اب اصل سوال کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ چونکہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا تھا۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ مسیح موعود کے متعلق مسلمانوں کا کیا عقیدہ ہے۔ وہ اس کی نسبت یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ وہ نبی ہوگا یا کہ وہ نبی نہ ہوگا۔ اس بات کے معلوم ہونے پر ہم آسانی سے فیصلہ کر سکیں گے۔ کہ عام مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق مرزا صاحب کو ہمیں کیا سمجھنا چاہیئے۔ اور آیا ہم لوگ جو کچھ آپ کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں۔ وہ اس عام عقیدہ کے خلاف ہے۔ یا اس کے مطابق ہے۔ سو جیسا کہ جناب کو معلوم ہوگا۔ اسوقت جقدر فرق اسلام مسیح کی آمد کے منتظر ہیں۔ ان میں سے اکثر لوگ اسی بات کے قائل ہیں۔ اور احادیث اسی کی تائید کرتی ہیں۔ کہ حضرت مسیح جب دوبارہ نازل ہوں گے۔ تو وہ نبی ہی ہونگے اور ان کو ان کے دوبارہ نزول کے وقت نبوت کے درجہ سے گرا نہ دیا جائیگا۔ شائد ہی کوئی عالم اس کے خلاف عقیدہ بیان کرتا ہو۔ ورنہ اکثر اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے۔ چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب نے اپنی کتاب حجج الکرامہ میں احادیث سے اس بات کو ثابت کیا ہے۔ کہ جب حضرت مسیح دوبارہ نازل ہونگے تو وہ نبی ہی ہوں گے۔ اور ان پر حضرت جبرئیل وحی لیکر نازل ہوں گے قرآن کریم بھی اسی بات کی تصدیق کرتا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتّٰی یغیروا ما بانفسھم۔ یعنی اللہ تعالیٰ کسی قوم پر جو انعام فرماتا ہے۔ تو اُسے اسوقت تک نہیں بدلتا۔ جب تک کہ وہ قوم خود اپنی بدکاری کی وجہ سے اپنے استحقاق کو ضائع نہ کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مروی ہے۔ کہ آپنے ایک دفعہ لبید کا یہ مصرعہ پڑھا۔ کہ الا کل شیئ ما خلا اللہ باطل اور اس کی تعریف فرمائی۔ تو ایک صحابی نے آگے سے اس کا دوسرا مصرعہ بھی پڑھ دیا۔ کہ وکل نعیم لا محالۃ زائل۔ لیکن آپ نے اس کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ اور جب بار بار اس صحابی نے دوہرایا۔ تو فرمایا۔ کہ نعیم اللہ لا یزول۔ غرض قرآن کریم اور احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بات پر شاہد ہیں۔ کہ خدائے تعالیٰ کے انعامات واپس نہیں لئے جاتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی شخص خود شرارت کر کے ان انعامات کے قابل اپنے آپ کو نہ رکھے۔ تو یہ اور بات ہے۔ پس یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ حضرت مسیح دوبارہ دنیا میں واپس تشریف لائیں۔ اور نبوت کا انعام جو اعلیٰ سے اعلیٰ انعام ہے۔ ان سے واپس لے لیا جائے۔ کیونکہ یہ بات اسوقت تک ناممکن ہے۔ جبتک پہلے ان کا کوئی گناہ ثابت نہ کیا جائے۔ جس کی وجہ سے ان کو نبوت کے درجہ سے معزول کر دینا ضروری ہو جائے لیکن انبیاءؑ کی نسبت ایسا گمان بھی کرنا کہ وہ نعوذ باللہ ایسے گنہگار ہو جائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو نبوت کے درجہ سے معزول کر دیں۔ ایک کبیرہ گناہ ہے۔ اور قریب ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا انسان بڑھتے بڑھتے کافر ہو جائے۔ بلکہ قرآن کریم نے تو ان لوگوں کو کافر ہی کہا ہے۔ جنہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام پر شرک کا الزام لگایا ہے اور ما کفر سلیمان کہہ کر ان کی بریت کی ہے۔

غرض قریباً تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام جب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو نبی ہی ہونگے۔ اور نبوت کے درجہ پر قائم ہوں گے۔ اور ان پر جبریل نازل ہوں گے۔ اور قرآن کریم اور احادیث اس عقیدہ کی تصدیق کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ سوائے اس صورت کے کہ انسان کسی خطرناک گناہ میں مبتلا ہو جائے۔ کسی انعام الٰہی کے چھن جانے کے سخت مخالف ہیں۔ اور احادیث تو آنے والے مسیح کا نام صاف صاف نبی اللہ رکھتی ہیں۔ پس ان واقعات کی موجودگی میں

بقیہ صفحہ اول کالم ۳

خدا کا فضل ہے۔ کہ دورہ ماشرہ (ری سپس) جوکہ دوبارہ چیرا دینے کے بعد جو پر ہوگیا تھا۔ اب قریباً سب اتر گیا ہے۔ اور بخار بھی اتر گیا ہے۔ طاقت پہلے کی نسبت بہت اچھی ہے۔ غذا بھی خوب کھا لیتے ہیں۔ ہوش و حواس بالکل درست ہیں۔ اور ہر طرح سے بیماری رو بصحت ہے۔ آج تقریباً ساڑھے بارہ بجے دن کے جب میں رخصت ہونے لگا۔ تو میں نے پوچھا۔ حضور کا دل کس چیز کو چاہتا ہے۔ آپنے بجواب فرمایا۔ کہ **میرا دل یہی چاہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جاوے**۔ پھر اس کے بعد فرمایا۔ کہ میرا دل یہی چاہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جاوے۔ پھر فرمایا کہ میرا اللہ راضی ہو۔ پھر یہ فرمایا۔ کہ میں یہ چاہتا ہوں۔ کہ تم خدا بن جاؤ۔ رہو۔ اختلاف نہ کریو۔ جھگڑا نہ کرنا۔ پھر فرمایا۔ میں دنیا سے بہت سیر ہو چکا ہوں۔ کوئی دنیا کی خواہش نہیں۔ مر جاؤں تو میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو۔ فرمایا کہ سب کو سنا دو۔ پھر فرمایا۔ کہ سب کو سنا دو۔ پھر فرمایا میں دنیا کی پرواہ نہیں رکھتا۔ میں نے بہت کمایا بہت کمایا بہت خرچ کیا دنیا کی کوئی حرص باقی نہیں۔ پھر فرمایا میں نے بہت کمایا بہت کمایا بہت لیا بہت دیا کوئی خواہش باقی نہیں کبھی کبھی صحت میں اسلئے چاہتا ہوں۔ کہ گھبرا میں ایمان نہ جاتا رہے۔ پھر بہت دفعہ دردانگیز لہجہ میں فرمایا۔ کہ اللہ تو راضی ہو جا۔ پھر کئی بار فرمایا۔ اللھم ارض عنی۔ اللھم ارض عنی۔ اللھم ارض عنی۔ اس کے بعد میں نے عرض کی۔ کہ میں حضور کے الفاظ سنا دیتا ہوں۔ جب دوبارہ یہاں تک سنا چکا تو فرمایا۔ مجھے شوق یہ ہے کہ میری جماعت میں تفرقہ نہ ہو۔ دنیا کوئی نہیں۔ میں بہت راضی ہونگا اگر تم میں اتفاق ہو۔ میں سجدہ نہیں کر سکتا۔ پھر بھی سجدہ میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں میں نے تمہاری بھلائی کیلئے بہت دعائیں کیں۔ مجھے طمع نہیں پھر فرمایا۔ مجھے تم سے دنیا کا طمع نہیں۔ مجھے میرا مولیٰ بہت راہوں سے دیتا ہے اور ضرورت سے زیادہ دیتا ہے۔ جو دار جھگڑا نہ کرنا تفرقہ نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دیگا۔ اسمیں تمہاری عزت باقی رہیگی۔ نہیں تو کچھ بھی باقی نہ رہیگا۔ پھر فرمایا کہ میں نے کبھی کسی کو حکم دیا ہے تو اپنے دل طمع سے حکم نہیں دیا خدا کا حکم سمجھ کر دیا ہے۔ نمازیں پڑھو دعائیں مانگو۔ دعا بڑا ہتھیار ہے۔ تقویٰ کرو۔ بس پھر فرمایا دعائیں مانگو نمازیں پڑھو۔ بہت سلم میں جھگڑے نہ کرو۔ جھگڑے میں بہت نقصان ہوتا ہے۔ بہت جھگڑا ہو تو خاموشی اختیار کرو۔ اور اپنے لئے اور دشمنوں کے لئے دعا کرو پھر فرمایا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اکثر پڑھا کرو۔ قرآن کو مضبوط پکڑو۔ قرآن بہت پڑھو اور اس پر عمل کرو پھر فرمایا رضیت باللہ ربا بالاسلام دینا یا محمد رسولا اسکے بعد میں نے پوچھا کہ کیا یہ لکھ دیا جاوے۔ کہ یہی حضور کی وصیت ہے فرمایا ہاں فرمایا جاؤ حوالہ بخدا

خوٹ :- حضرت نے جیسا کہ ان نصائح کا طرز بیان بتایا جاتا ہے عام طور پر یہ فرمایا۔ اور محض ڈاکٹر صاحب کے کہنے پر جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے خود ہی لکھا ہے کہہ دیا کہ یہ وصیت ہے۔ یہ ایسی ہی وصیت ہے جیسی ایام جلسہ میں آپنے فرمائی ***

الفضل ایک پرانے جرنلسٹ کے ہاتھ میں

نہایت مسرت سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ **الفضل** کے ایڈیٹوریل سٹاف میں ایک قابل قدر اور مشہور جرنلسٹ کا اضافہ ہوا ہے۔ ماسٹر **احمد حسین** عاقل فرید آبادی ایک کہنہ مشق اخبار نویس ہیں۔ **چودہویں صدی اور وکیل** جیسے ممتاز اسلامی اخبارات کی ایڈیٹری کے فرائض انہوں نے نہایت مستعدی اور قابلیت سے ادا کئے۔ دہلی کے بعض اخبارات سے بھی ان کا تعلق رہا۔ حال ہی **عصر جدید** جیسے مشہور اور وقیع اخبار کے لئے ان کی خدمات حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ خواجہ **غلام الثقلین** جیسے انسان کی زیر نگرانی جو اخبار جاری ہو۔ اس کی ایڈیٹری کے لئے معمولی قابلیت کا آدمی کام نہیں دیسکتا بہر حال ماسٹر احمد حسین ایک مسلم اخبار نویس اور مخلص احمدی ہے پیغام صلح کا ایڈیٹوریل چارج بھی ان کے ہاتھ میں رہا ہے ان کے ہاتھ میں الفضل کی ترتیب کے متعلق بہترین امیدیں ہیں۔ الفضل کی خدمت نہ صرف ماسٹر احمد حسین کی ایڈیٹری کے امتیاز کا ذریعہ ہوگی۔ بلکہ اس کے ذریعہ وہ بہشت سی نیکیوں کے وارث ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ انہیں اپنے فضل سے بہترین توفیق عطا کرے۔ آمین ٭

قادیان کا پوسٹ آفس

قادیان کے ڈاکخانہ کی اہمیت کے متعلق میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ اور اس کے مستعد کارکن عملے کے عمدہ اخلاق اور پبلک کے ساتھ خوشگوار برتاؤ کا ذکر بھی ہو چکا ہے۔ **سید عبدالغنی شاہ صاحب** اور ان کے ماتحت **کلرک** اپنی خدمات سے پبلک کو ممنون کرنے کی عادت رکھتے ہیں۔ قادیان کے ڈاکخانہ کی ضروریات میں اس وقت جس چیز کی کمی ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ ڈاک دن میں دو دفعہ آئے جائے۔ اور تار لگا دی جاوے ٭

ڈاک اگر دو دفعہ ہو جاوے۔ تو ہمارے ہفتہ میں تین بار نکلنے والے اخبار **الفضل** کو خصوصاً بہت سہولت ہو جاوے اسوقت بھی اگرچہ پرچہ نہایت تنگ وقت میں پوسٹ ہونے کے لئے آوے۔ تو پوسٹماسٹر صاحب اور ان کا عملہ بڑی مستعدی سے اسکی روانگی کی کوشش کر لیتے ہیں۔ لیکن اگر ڈاک دو مرتبہ ہو جاوے۔ تو اس تکلیف سے نجات ہو سکتی ہے اور دوسرے کاروبار میں بھی سہولت ہو ٭

خریداران اخبار خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں (مینیجر)

*** واقعہ یہ از صفائی سے سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ ایک جانیوالے آدمی کو خطاب کر کے وصیت نہیں ہوتی۔ حضرت صاحب کا عام معمول ہے۔ کہ جب کوئی دوست ان سے رخصت ہوا کرتا ہے۔ کہ اوصیک بتقوی اللہ کہا کرتے ہیں۔ اسطرح اب

خدائے تعالیٰ نے آج سے چالیس سال پہلے خبر دی تھی۔ کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ پس خدا تعالیٰ کا کلام پورا ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اور ضرور ہے۔ کہ دنیا کے آخری دنوں سے پہلے خدا تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو۔ اور آنحضرتؐ کی پیشگوئیاں روز روشن کی طرح ظاہر ہوں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے اور اس کے رسولوں کی خبریں جھوٹ نہیں نکلتیں۔ وہ سچے وعدوں والا اور اس کی طاقتیں غیر محدود ہیں۔ وہ جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو کوئی طاقت اس کے ہاتھ کو روک نہیں سکتی۔ اور اس کے ارادہ کو بدل نہیں سکتی۔ ہاں جیسا کہ اس کی قدیم سے سنت ہے۔ اس کے نبی ابتداء میں ایک چاند کی طرح ظاہر ہوتے ہیں اور ان کو وہی شخص دیکھ سکتا ہے۔ جس کی نظر تیز اور بصارت بے عیب ہوتی ہے۔ لیکن جوں جوں وقت گذرتا جاتا ہے۔ ان کا وجود روشن ہوتا جاتا ہے۔ اور آخر وہ دن آجاتا ہے کہ سوائے ان لوگوں کے جن پر ازل سے شقاوت کا فتویٰ لگ چکا ہو۔ سب انہیں قبول کر لیتے ہیں۔ اور حق کھل جاتا ہے۔ لیکن مبارک ہیں وہ جو خدا تعالیٰ کے ماموروں کو اسوقت شناخت کرتے ہیں۔ جبکہ وہ ابھی ہلال کی طرح ہوں۔ وہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث ہوجاتے ہیں۔ اور معرفت الٰہی کے دروازے ان پر کھولے جاتے ہیں۔ وہ خدا کے برگزیدہ اور پسندیدہ لوگ ہوتے ہیں۔ خدا ان سے راضی ہوتا ہے۔ اور وہ خدا سے راضی ہوتے ہیں۔ پس مومن کا کام ہے۔ کہ وہ اسبات کا انتظار نہ کرے۔ کہ جب سب دنیا مان لیگی۔ تب میں بھی مان لونگا۔ اور یہ دھوکا نہ کھائے۔ کہ چونکہ اکثر لوگ منکر ہیں۔ اس لئے یہ سلسلہ ضرور جھوٹا ہوگا۔ بلکہ اخلاص اور صداقت سے تلاش حق کرے پھر اگر اسے صداقت مل گئی۔ تو اس سے زیادہ خوش قسمت کوئی نہیں۔ اور اگر مدعی کا جھوٹ ثابت ہوگیا تو اسکا کوئی نقصان نہیں۔ بلکہ اللہ کے حضور میں اسکے اس عمل کی قدر کی جائے گی۔ اور وہ ان لوگوں میں شامل کیا جائیگا۔ جو کسی ایسی آواز کی بے قدری نہیں کرتے۔ جو خدا تعالیٰ کے نام سے بلند کی جائے۔ میں اب اس خط کو ختم کرتا ہوں۔ اور .... سے امید کرتا ہوں۔ کہ وہ ضرور توجہ سے سلسلہ احمدیہ کے حالات دریافت فرمائیں گے۔ جس کا بہتر طریق یہ ہے۔ کہ وہ ہمارے سلسلہ کے چند علماء کو اپنی خدمت میں حاضر ہونے کا موقعہ دیں۔ اور ان سے سلسلہ کے مفصل حالات سنکر اسبات کا فیصلہ فرمائیں۔ کہ حق کسطرف ہے۔ یہ علماء جناب کی خواہش کے معلوم ہونے پر فوراً دارالخلافہ میں حاضر ہو سکتے ہیں اس خط کے ساتھ ہی میں اپنا ایک مطبوعہ خط **تحفۃ الملوک** نامی آپکی خدمت میں ارسال کرتا ہوں۔ جو کہ ایک خواب کی بنا پر ہندوستان کے ایک والئے ریاست کی طرف میں نے لکھا ہے چونکہ اسمیں اختصار کے ساتھ سلسلہ کے تمام حالات پر روشنی ڈالی گئی ہے اسلئے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو ...... کو اسکے مطالعہ سے ہمارے سلسلہ کے حالات دریافت کرنے میں بہت کچھ آسانی ہوگی۔ اس مطبوعہ مکتوب کے ساتھ ایک اور کتاب مسئلہ نبوت کے متعلق بھی ارسال ہے اسکے مطالعہ سے کسیقدر تفصیل سے ہمارے عقائد دربارۂ نبوت مسیح موعودؑ کا علم ہو سکتا ہے اور یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ آنحضرتؐ کے بعد غیر تشریعی نبی کا آنا گذشتہ ائمہ و علماء بھی جائز سمجھتے رہے ہیں۔ امید ہے کہ جناب یہ دونوں کتابیں ...... کی خدمت عالیہ میں پیش فرمادیں گے۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔ والسلام

خاکسار مرزا **محمود احمد**

یہ کہنا کسی طرح بھی درست نہیں ہو سکتا۔ کہ کل مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے یہ معنے ہیں۔ کہ آپکے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ باوجود آپکو خاتم النبیین ماننے کے کل مسلمان ایک نبی کی آمد کے منتظر ہیں۔ اور احادیث میں بھی ایک نبی کی آمد کی خبر دیگئی ہے۔ یہ تو عام مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔

اب میں اپنے سلسلہ کا عقیدہ بیان کرتا ہوں۔ جس سے آپکو معلوم ہو جائیگا۔ کہ ہمیں ان سے کس حد تک اختلاف اور کس حد تک اتفاق ہے۔ تا کہ جناب کو معلوم ہو۔ کہ ہمارا بھی عام مسلمانوں کی طرح یہی عقیدہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک مسیح آئے گا۔ اور وہ نبی ہوگا۔ لیکن ہمارا ان سے اس بات میں اختلاف ہے۔ کہ وہ مسیح نبی اللہ وہی مسیح ناصری علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام ہوگا۔ یا کوئی اور فرد امت محمدیہ کا اس کی خو بو پر دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا جائیگا۔ ہماری جماعت کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ یہ موعود خود امت محمدیہ کا ایک فرد ہوگا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا ہو کر اور آپ کی اطاعت میں قرب الٰہی کے عظیم الشان مقام پر پہنچکر نبوت کے رتبہ کو حاصل کریگا۔ کیونکہ بصورت دیگر حضرت مسیح ناصری یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں بزرگ نبیوں میں سے ایک کی ہتک ضرور ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح ناصری کی نسبت یہ عقیدہ رکھا جائے۔ کہ وہ عہدۂ نبوت سے معزول ہو کر واپس تشریف لائیں گے۔ تو اس سے ان کی طہارت پر ایک خطرناک الزام آتا ہے۔ اور نعوذ باللہ من ذالک ان پر نالائق ہونے کا حرف آتا ہے کیونکہ نبوت کے رتبہ کو پاکر پھر نبوت سے معزول ہو کر محض ایک امتی فرد بننے میں ایک نبی کی سخت ہتک ہے اور اسطرح یہ بھی لازم آتا ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ قیامت کے دن بھی ایک امتی کی حیثیت سے اٹھیں گے۔ نہ کہ نبی کی حیثیت سے۔ کیونکہ قیامت کے دن ہر ایک انسان اسی حالت میں اُٹھیگا۔ جس پر وہ فوت ہوگا۔ اور یہ بات کہ وہ قیامت کے دن حضرت مسیحؑ کی حیثیت ایک نبی کی ہوگی۔ نہ کہ امتی کی۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ کہ حدیث شفاعت وغیرہ اور اگر ہم یہ خیال کریں۔ کہ وہی حضرت مسیح ناصری جو بنی اسرائیل کے نبی تھے۔ بحیثیت نبی ہونے کے دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ تو اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔ کیونکہ حضرت مسیحؑ نے نبوت کا مقام براہ راست حاصل کیا تھا۔ اور ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے وہ اس رتبہ کو نہ پہنچے تھے۔ پس ان کے بحیثیت نبی واپس آنے سے ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جاتی ہے۔ اور خاتم النبیین حضرت مسیحؑ قرار پاتے ہیں۔ نہ کہ ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس ہمارا اور دیگر فرق اسلام کا اس مسئلہ میں صرف اس قدر فرق ہے۔ کہ وہ تو ایک گذشتہ نبی کو دوبارہ دنیا میں لاکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو باطل کرتے ہیں۔ اور ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں آسکتا۔ جو براہ راست فیضان پانیوالا ہو۔ بلکہ اب وہی شخص خدا تعالےٰ کے قرب کو حاصل کر سکتا ہے۔ جو پورے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا جوا اپنی گردن پر رکھ لے۔ یہ شخص اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ روحانی سے نبوت کا مقام پالے۔ تو اس سے ختم نبوت بھی نہیں ٹوٹتی۔ کیونکہ اس نے جو کچھ حاصل کیا ہے۔ وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل سے ہے اور اس کے درجہ کی بلندی درحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ کی بلندی ہے۔ کیونکہ شاگرد کی لیاقت استاد کی لیاقت کی علامت ہوتی ہے۔ اور لائق شاگرد استاد کی عظمت کو کم نہیں بلکہ زیادہ کرتا ہے۔

غرض اس بات میں ہم اور دیگر فرق اسلام بالکل متفق ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک نبی نے ضرور آنا ہے۔ لیکن وہ تو یہ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک ایسا نبی آئیگا۔ جو براہ راست انعام نبوت پانیوالا ہوگا۔ اور اس نے کل کمالات بلا آپکی اتباع کے حاصل کئے ہوں گے۔ لیکن ہم اس عقیدہ کو گناہ سمجھتے ہیں۔ اور ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا کے پردہ پر کوئی ایسا نبی ظاہر نہیں ہو سکتا۔ جس نے سب کچھ آپ ہی کے طفیل سے نہ پایا ہو بلکہ براہ راست۔ کیونکہ اس طرح علاوہ ختم نبوت کے باطل ہونے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شخص کا ممنون احسان بھی قرار دینا پڑتا ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے خراب ہونے پر وہ اس کی اصلاح کریگا۔ اور اسطرح آپ پر احسان کرے گا۔ لیکن اس پر آپکا کوئی احسان نہ ہوگا۔ لیکن اگر کوئی ایسا شخص نبوت کا درجہ پائے۔ جس نے سب کمالات آپ ہی کی اتباع میں حاصل کئے ہوں اور اُسے امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے مبعوث کیا جائے۔ تو پھر وہ نقص پیدا نہیں ہوتا۔ جو پہلی صورت میں ہے۔ کیونکہ وہ جو اصلاح کریگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اصلاح ہوگی۔ اور اس کا کام آپ ہی کا کام ہوگا۔ کیونکہ وہ آپکا غیر نہ ہوگا۔ بلکہ آپ ہی سے ہوگا۔ اور غیرت تو وہیں ہوتی ہے۔ جہاں غیریت ہو۔ جہاں غیریت نہ ہو۔ وہاں غیرت بھی پیدا نہیں ہوتی۔

میری اس تحریر سے آپ نے معلوم کر لیا ہوگا۔ کہ ہمارا اور دیگر فرق اسلام کا اس بات میں اختلاف نہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آسکتا ہے یا نہیں بلکہ اس بات میں اختلاف ہے کہ وہ نبی کہاں سے آئیگا۔ آیا بنی اسرائیل کا کوئی نبی دوبارہ دنیا میں بھیجا جاویگا۔ یا اسی امت کا کوئی فرد نبوت کا درجہ پائیگا۔ اور چونکہ ایک طرف تو ایک نبی کے آنیکی خبر احادیث سے ثابت ہے۔ اور دوسری طرف کسی پچھلے نبی کے دوبارہ آنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ کی ہتک ہوتی ہے اسلئے ہمارے نزدیک یہی عقیدہ درست ہے۔ اور خدا بہتر جانتا ہے کہ یہی عقیدہ درست ہے۔ کہ جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ کہکر پکارا ہے۔ وہ اس امت کا ایک فرد اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں سے ایک غلام ہے۔ اور اسلام کسی پچھلے مسیحؑ کا محتاج نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ ہر زمانہ میں اپنے مخلص اور مطیع شاگردوں کو اصلاح عالم کے قابل بنا دیتی ہے۔ اور آخری زمانہ کے لئے مقدر ہے کہ ایک شخص اپنے عظیم الشان کام کی وجہ سے مسیح موعود کے نام سے موسوم ہو کر اور اپنی بلند مرتبہ کیوجہ سے نبوت کا درجہ پاکر اسی امت میں سے کھڑا کیا جائے چنانچہ خدا تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو چکا ہے۔ اور وہ عظیم الشان انسان جسکا نام آنحضرتؐ نے مسیح ابن مریم رکھا ہے اور نبی کے خطاب سے اسے یاد کیا ہے۔ دنیا میں آچکا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے لاکھوں نے اسے قبول کیا اور لاکھوں اسے قبول کرنے پر تیار ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اسکے ماننے والوں پر اپنے فضلوں کی بارش نازل کریگا۔ بڑے بڑے انسان اس کے سلسلہ میں داخل ہوں گے حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آئیگا۔ کہ بادشاہ اس کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور جیسا کہ قدیم سے سنت اللہ ہے وہ زبردست حملوں سے اُس کی تائید کریگا